www.abdulhaq.info/articles/hinduism

(بقیہ صفحہ ۳)

کے آریہ دوستوں نے اس نامرغوب طریقہ کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کو برا بھلا کہتے ہیں اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بائیبل شریف کو گالیاں دیتے ہیں اور کبھی قرآن مجید کو۔ چونکہ ان کی اس اشتعال انگیز روش سے دونوں قوموں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے اور میں بھی آپ کا ہمنوا ہوں کہ دونوں قوموں کو مل کر اس فتنہ کا سدباب کر دینا چاہیے۔

سدباب کا یہ مطلب نہیں کہ عیسائی اپنے مذہبی اصول کے خلاف حکام کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ بلکہ یہ مدعا ہے کہ دونوں قومیں مل کر آریوں کی دل آزارانہ روش سے اظہار نفرت کرتے ہوئے تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے آریہ ڈھول کا پول کھول دیں۔ اپنے اپنے قلعہ کو اس قدر مستحکم بنائیں کہ کوئی حملہ اس پر کارگر نہ ہو سکے۔ اور آریوں میں اپنے اپنے عقیدے کی تبلیغ کا آغاز کر دیں۔

(بندہ محمد عصمت اللہ)

توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

نورافشاں مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۷ء میں "موجودہ کشمکش اور کرسچن کانفرنس" کے عنوان سے موجودہ آریہ مسلم کشمکش کے متعلق مسیحی پالیسی کا اظہار کر دیا گیا ہے کہ مسیحیوں کو اس کشمکش میں بالکل غیر جانبدار رہنا چاہیے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ پادری رلیا رام اور ٹھاکر داس وغیرہ کا شدھی سبھاؤں کے جلسوں میں شامل ہونا اور تائیدی تقریریں کرنا کیا معنی رکھتا ہے کیا یہ لوگ عیسائی نہیں ہیں۔ یا صرف دکھانے ہی کو بپتسمہ لیا ہے اور حقیقت میں ہندو ہیں؟ عیسائیوں کا مسلمانوں سے ملنا۔ ان کے جلسوں میں جانا اور وہاں جا کر تقریریں کرنا تو کوئی معنے بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ دونوں کے عقائد میں قدر مشترک بھی موجود ہے۔ مگر آریہ دھرم اور عیسائی مذہب میں کس امر کا اشتراک ہے؟ ہو نہ ہو کچھ دال میں کالا ضرور موجود ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کا یہ دورخہ پن عیسائیوں کے لئے کسی وقت خطرے کا باعث بن جائے۔

ممتاز بنک

(مولوی دوست محمد صاحب کے قلم سے)

اس نام سے ایک اسلامی بنک ہمارے محترم دوست چشتی عبدالرحمٰن صاحب نے قائم کرنے کا بندوبست کیا ہے۔ چشتی صاحب موصوف کے دل میں مسلمانوں کی ہمدردی کا ایک گہرا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ مسلمانوں کی موجودہ نکبت کا ایک بڑا سبب انکی اقتصادی کمزوری قرار دیتے ہیں جس کو دور کرنے کے لئے انہوں نے بنک کی تجویز کی ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ اس کی رجسٹری بھی گزشتہ دسمبر میں انہوں نے کرالی ہے۔

چشتی صاحب نے جو اعلانات ہمارے پاس بنک کے متعلق بھیجے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بعض بڑے بڑے امرا و رؤسا نے اس کے سرپرست یا ڈائرکٹر اور فلوٹر ہونا منظور کر لیا ہے۔ تاہم ضرورت ہے کہ ذی استطاعت اصحاب اس کے بہت سے حصے خریدیں اور اس عظیم الشان کام کو جس کا بیڑا چشتی صاحب نے اٹھایا ہے تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ اس وقت مسلمانوں کا صرف ایک بنک سارے ہندوستان میں ہے جو اپنے کاروبار کی وسعت کے لحاظ سے ہندوؤں کے چھوٹے سے چھوٹے بنک کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ضرورت ہے کہ مسلمانان ہند قوم کی اس اہم ضرورت کی طرف بہت جلد متوجہ ہوں اور بنکوں کے ذریعہ سے اپنے کاروبار اور تجارت کو فروغ دینے کی پوری کوشش کریں۔ تاکہ موجودہ اقتصادی کمزوری رفع ہو کر برادران وطن کے قدم بہ قدم چل سکیں۔

امید ہے کہ چشتی صاحب کی یہ تحریک کامیاب اور بابرکت ثابت ہوگی۔ اور جس اہم کام کا بیڑا انہوں نے اٹھایا ہے اس میں قوم کا ہر فرد ان کی امداد فرما کر اسے تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرے گا۔

درخواست دعا

برادر محمد عزیز اللہ صاحب مدراس سے لکھتے ہیں کہ ان کے خسر صاحب علیل ہیں احباب دعا فرمائیں کہ شافی مطلق انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔

شیخ عبدالحق صاحب دہلوی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ کا دہلی میں انتقال ہو گیا ہے۔ احباب غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

ویدک تلوار کی کہانی

خود ویدوں کی زبانی

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

(۳)

وید کے مخالفوں کے ٹکڑے کر کے ایک ایک عضو جلاؤ

"اے بہادر وہ جو آگے بڑھ کر ہم پر غرور کرے یا جو ہماری کی ہوئی دعا کی ہتک کرے یہ برے کام اس کے لئے آگ کے عذاب ہوں آسمان بھی اس وید کے مخالف کو سب طرف سے جلا دے"۔

"تیرے ان سات حواس اور آٹھ اعضا کو میں وید کی بنا پر توڑتا ہوں" مطلب از آریہ مینسر۔ جو شخص ویدوں کے احکام پر عمل نہ کرے اسے بہادر لوگ سزا دیویں۔ یعنی سات حواس (دو کان۔ دو نتھنے۔ دو آنکھیں اور ایک منہ) اور آٹھ اعضا سر، ہاتھ اور دو ٹانگوں وغیرہ کو سزا کے طور پر کاٹ کر بے شمار لکڑیوں کے ساتھ جلا دینا چاہیے۔

جلاتے ہوئے زبان سے یہ منتر پڑھے۔

"تیرے پاؤں کو جلتی ہوئی عذاب دینے والی آگ میں میں ڈال دیتا ہوں آگ تیرے جسم میں داخل ہو اور تیری آواز ہوا میں چلی جائے"۔

(اتھرو وید کانڈ ۲۔ سوکت ۱۲۔ منتر ۶، ۷، ۸)

غیر آریوں کی اولاد کو مار اور ان کی آنکھیں نکلوا دو

"اے سوم رس پینے والے راجا تو دکھ دینے والوں (غیر آریہ) کی اولاد کو مار اور اے آ اور مزاحمت کرنے والے کی دائیں اور بائیں آنکھ کو نکال دے"

(اتھرو وید کانڈ ۱ سوکت ۸۔ منتر ۳)

"جو دوست نہیں ان کو بیل کی کھال میں سی دو تاکہ وہ مرعوب ہو جائیں"

"ان کو بیل کی کھال پہنا دو۔ ہرن کی طرح ڈرپوک بنا دو۔ الٹے منہ غیر دوست بھاگ جائیں اور ان کے چوپائے ہماری طرف آ جائیں"۔

(اتھرو وید کانڈ ۶۔ سوکت ۶۷۔ منتر ۳)

لوہے کے کانٹے دار شکنجے سے گوشت خوروں کو کچلنا

اے عالم! لوہے کے جلتے ہوئے شعلہ زن دانتوں سے یاتو دھانوں (غیر آریہ لوگوں) کو کچل ڈال۔ اپنے زور سے بے قوت دیوتاؤں کے پجاریوں (غیر مذاہب) کو پکڑ لے اور کچل کر گوشت کھانے والوں کو منہ میں رکھ لے۔ (کانڈ ۸۔ سوکت ۳۔ منتر ۲)

"دکھ دینے والے جلتے ہوئے نیچے اور اوپر کے دونوں دانتوں کو کام میں لا۔ اور اے اگنی ہو ہمارے ارد گرد دیکھ۔ غیر آریوں پر دانتوں والے تیز ہتھیاروں سے حملہ کر" (ایضاً منتر ۳)

"اے آگ کی مانند راجا غیر آریوں کی کھال اتار دے۔ مارنے والا ہتھیار زور سے اس کو مارے۔ اے راجا اس کے جوڑوں کو کچل ڈال۔ گوشت خور گوشت تلاش کرنے والا اس کو پھاڑ ڈالے"۔ منتر ۴

"اے آگ کی مانند عالم جہاں کہیں تو غیر آریہ کو کھڑے ہوئے پھرتے ہوئے خواہ ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھے تیز تیر سے اس کو بیندھ دے" منترہ

"اے آگ کی مانند راجا . . . . . غیر آریوں کے دلوں کو تیر سے بیندھ اور ان کے بازوؤں کو الٹا کر کے توڑ دے" منتر ۶

"اے عالم . . . . . غیر آریوں کو دو دھاری تلوار سے مار ڈال گوشت کھانے والے جنگلی بری آواز نکالنے والے گدھ اس کو کھا دیں۔ (ایضاً منتر ۷)

"اے راجا تو غیر آریوں کو لوگوں میں سے اچھی طرح تاڑ۔ اس کے تین اوپر کے اعضا (سر اور دونوں کندھوں) کو توڑ ڈال۔ اے آگ کی مانند راجا اس کی پسلیاں کچل ڈال۔ غیر آریہ کو نیچے سے تین ٹکڑے کر دے۔ (یعنی ٹانگوں کو چیر کر جوڑ جدا کر دے) (ایضاً منتر ۱۰)

"اے آگ کی مانند راجا جو آج وہ دکھ دینے والے گالی دیتے ہیں جو بولنے والے سخت کلامی کرتے ہیں۔ غضبناک دل سے ان کے سینے تیروں کی بارش برسے۔ غیر آریوں کا دل ان تیروں سے چھید ڈال۔ (ایضاً منتر ۱۲)

"غیر آریہ جوگائیوں کا بالی بگاڑیں۔ تو وے بدکار ناقابل ترمیم قانون کی بنا پر بالکل کاٹ دیئے جائیں"۔ (ایضاً منتر ۱۶)

"گائے کا گئوشالا میں جو دودھ ہے۔ اے راجہ غیر آریہ اس کو نہ پییں۔ اے آتش مثال راجا جو کوئی اس دودھ سے اپنا پیٹ بھرنا چاہے اس مخالف قریب آنے والے کو اپنے شعلہ سے پھونک ڈال (ایضاً منتر ۱۷)

ہندوؤں کا مرکز اتحاد!

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

آج کل آریہ سماج کی چیخ پکار کی بدولت ہندو قوم میں باہمی اتحاد کی زبردست لہر پیدا ہو گئی ہے۔ قومی لیڈر آئے دن اتحاد پر لیکچر دیتے ہیں سنگٹھن کی تحریک بھی اتحاد کے انڈے بچوں میں سے ہے۔ جس قوم میں اپنے آپ کو زندہ رکھنے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ قوم اسی قسم کی تحریکوں کی طرف ضرور متوجہ ہو جایا کرتی ہے۔ ہندو وطنی بھائی ہیں۔ ان کا باہمی اتحاد کی طرف توجہ کرنا قابل صد مبارکباد ہے۔ مگر اس تحریک کے حالات کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ امر قابل غور باقی رہ جاتا ہے کہ ہندو قوم کس امر پر باہمی اتحاد قائم کر سکتی ہے۔

(۱) کیا ویدوں کے الہامی ہونے پر؟ نہیں اس لئے کہ ہندوؤں میں ایسے بہت سے فرقے ہیں جو ویدوں کو الہامی نہیں مانتے جیسے جینی، دیو سماجی وغیرہ

(۲) کیا مسئلہ تناسخ پر متحد ہو سکتی ہے؟ نہیں اس لئے کہ ہندوؤں میں ایسے فرقے بھی موجود ہیں جو آواگون کو لغو سمجھتے ہیں اور اس کی تردید میں کتابیں شائع کرتے ہیں جیسے دیو سماجی اور برہمو سماجی وغیرہ

(۳) کیا ایشور کے وجود پر اتحاد ہو سکتا ہے؟ نہیں اس لئے کہ ہندوؤں میں ایسے بھی فرقے ہیں جو سرے سے ایشور پرماتما ہی کو جواب دیتے ہیں جیسے جینی۔ دیو سماجی وغیرہ۔

(۴) کیا جنیو پر اتفاق ہو سکتا ہے؟ افسوس کہ یہ زنجیر بھی ہندوؤں کو اتحاد کی لڑی میں نہیں پرو سکتی اس لئے کہ ایسے ہندو فرقے بھی موجود ہیں جو جنیو کو برا سمجھتے ہیں۔ جیسے برہمو، دیو سماجی وغیرہ اور غریب شودروں کو تو جنیو پہننے کا حکم ہی نہیں۔ سنیاسیوں کو توڑ دینا پڑتا ہے۔ شودروں اور سنیاسیوں کی ہندوستان میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد ہے وہ اتحاد کی لڑی میں نہیں آ سکتی۔

(۵) کیا ورن آشرم پر اتحاد ہو سکتا ہے؟ ورنوں کا جھگڑا ہی تو باعث افتراق بنا ہوا ہے۔ سبب اتفاق کیونکر ہو۔ ہر ورن کے فرائض الگ احکام الگ، مدارج الگ، مراتب الگ۔ زمین الگ۔ آسمان الگ۔ ؎

سب نہ کیونکر کہ ہے سب کار الٹا

ہم الٹے، بات الٹی، یار الٹا

اتنی بڑی اہم چیزوں پر تو اتفاق ہو نہیں سکتا۔ پھر آخر اس کا کوئی علاج بھی ہے یا نہیں۔ انسانوں کی جماعت میں تلاش کی جائے۔ تو کوئی ایسی چیز دستیاب نہیں ہو سکتی جو مرکز اتحاد بن سکے۔ البتہ اس سے نچلے طبقہ حیوانات میں ایک چوپایہ نظر آتا ہے۔ جس پر ہندو دنیا متفق ہو سکتی ہے۔ مگر انسانوں کا چوپایوں پر آ کر متحد ہونا انسانی اتحاد نہیں کہلا سکتا۔ چوپایہ اتحاد کہلائے گا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ انسان بھی حیوان ہی ہے۔ مگر نفس نطق نے اسے حیوانات سے ممتاز کر دیا ہے۔ چوپایہ اتحاد کی صورت میں رجعت قہقری کرنی پڑے گی اور نطق یعنی ادراک معقولات کی قوت کو ہاتھ سے کھونا پڑیگا۔ ڈارون کی تھیوری اور ارتقا کا قانون دور سے پکار رہے گا کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے۔ آدمی حیوان نہیں بن سکتے۔

ہمارے خیال میں بھائی پرمانند کی پالیسی پر قائم ہو جانا زیادہ مفید ہوگا۔ ہندو لفظ ہی کی کوئی نئی تعریف کر لینی چاہیے تاکہ سب ایسا وغیرہ نتھو خیرا اس میں آ کر جمع ہو سکیں۔ پولٹیکل قوت کی خاطر اگر ویدوں اور دوسرے عقیدوں کو قربان کر دینا پڑے تو پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ نئے ہندو دھرم کا جنم ہو جائیگا اور شانتی کی لہریں چل پڑیں گی۔ مسلمان بھی آسانی سے دبائے جا سکیں گے۔ نہ وید باقی رہیں گے نہ مسلمانوں کو ان پر اعتراض کرنے کی جرأت رہے گی۔ نیا مذہب ہوگا۔ نئے اصول ہوں گے نیا جوش ہوگا۔ نئی امنگ ہوگی۔

اوم شانتی شانتی شانتی

کیا قومی بہبودی اسی کا نام ہے؟

گزشتہ اکتوبر ۱۹۲۶ء میں انجمن نے محض قوم کے افراد کے فائدہ اور ان کی بہبودی کو مد نظر رکھ کر احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ کا اجرا اپنے ماتحت منظور کیا تھا جس کے قواعد کی اطلاع سب احباب کو کر دی گئی۔ اور اسی اخبار کے ذریعے کئی دفعہ اور جلسہ سالانہ پر خصوصاً سب احباب کو اس میں فرداً فرداً شامل ہونے کی درخواست کی گئی لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک ممبران کی تعداد اس قدر تھوڑی ہے کہ جس سے پسماندگان کو کوئی بڑا فائدہ پہنچنے کا سامان نظر نہیں آتا۔ چاہیئے تھا کہ ہماری جماعت کے سب دوست غریب اور امیر دونوں یکساں طور پر شامل ہو جاتے۔ کیونکہ سب کی شمولیت کے بغیر دوسروں کو بھی اور خود کو بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے سب احباب کی خدمت میں بزور التماس ہے کہ وہ اس میں ضرور شامل ہوں اور جلد ہی اپنی اپنی درخواستیں مطبوعہ فارموں پر معہ رقم کے محاسب صاحب